مفتی عنایت احمد کے مزید حالات ، مقالہ بعنوان "ایک قلمی مجموعۂ رسائل" (شامل شمارۂ ہذا) کے ذیل میں

[رسالۂ "ہدایات الاضاحی" کے مصنف مفتی عنایت احمد کے مزید حالات "یادگار بریلی" مرتبہ محمد ایوب قادری (کراچی ۱۹۰۰ء) سے اُخذ کرکے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔ نجم الاسلام]

مفتی عنایت احمد بن منشی محمد بخش ۹ شوال ۱۲۲۲ھ کو بمقام دیوہ پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کاکوری میں حاصل کی۔ جب تیرہ سال کی عمر ہوئی تو تحصیل علم کی غرض سے رام پور پہنچے، وہاں مولوی سید محمد بریلوی سے صرف و نحو مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی اور مولوی نورالاسلام سے دوسری درسی کتابیں پڑھیں۔ رام پور میں درسی کتابیں ختم کرکے دہلی پہنچے، وہاں شاہ محمد اسحاق دہلوی سے کتب حدیث سبقاً سبقاً پڑھیں اور سند حاصل کی۔ دہلی سے علی گڑھ آئے، جہاں مولانا بزرگ علی مارہروی، جامع مسجد علی گڑھ کے مدرسے میں دینی خدمات انجام دیتے تھے۔ علی گڑھ میں مفتی عنایت احمد نے علوم منقول و معقول کی تمام کتابیں مولانا بزرگ علی سے پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۲۶۲ھ میں مولوی بزرگ علی مارہروی کے انتقال کے بعد مفتی عنایت احمد جامع مسجد علی گڑھ کے مدرسے میں مدرّس مقرر ہوئے۔ ایک سال تک مدرسے سے تعلق رہا۔ اس کے بعد مفتی و منصف کے عہدے پر علی گڑھ ہی میں تقرر ہو گیا۔ اسی زمانے میں مفتی صاحب سے مولوی لطف اللہ علی گڑھی (ف ۱۳۳۴ھ) اور مولوی سید حسین شاہ بخاری کے تلمذ کا سلسلہ شروع ہوا۔

بریلی کے قیام میں مفتی عنایت احمد صدر امین مقرر ہوئے۔ درس و تدریس کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ بریلی کے تلامذہ میں قاضی عبدالجمیل، مولوی فدا حسین منصف اور نواب

عبدالعزیز خاں مشہور لوگ گزرے ہیں۔ ۱۲۷۳ھ میں مفتی عنایت احمد صاحب آگرہ کے صدر اعلےٰ مقرر ہوئے۔ ہنوز بریلی سے روانگی عمل میں نہ آئی تھی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی شروع ہو گئی اور مفتی صاحب آگرہ نہ جا سکے۔

جب مفتی عنایت احمد کا بریلی میں تقرر ہوا تو بعض اہل الرائے حضرات کی مدد سے ایک انجمن "جلسۂ تائید دین متین" کے نام سے قائم کی۔ جس کا مقصد مسلمانوں میں مذہبی اور اصلاحی لٹریچر کی نشرواشاعت تھا۔ اس انجمن نے مفتی صاحب کے چھپے رسالے چھپوا کر تقسیم کیے جن کے نام یہ ہیں: ۱۔ بیان قدر شب برات ۲۔ رسالۂ مذمت ہائے میلہ ۳۔ ہدایات الاضاحی ۴۔ محاسن العمل الافضل مع التتمات ۵۔ فضائل درود و سلام۔

انقلاب ۱۸۵۷ء میں مفتی صاحب بریلی میں تھے۔ بریلی تحریک آزادی کا خاص مرکز تھا۔ مفتی عنایت احمد نے بھی حصہ لیا۔ نواب خان بہادر خاں کی مالی امداد کے لیے فتویٰ دیا۔ تحریک کی ناکامیابی پر مفتی عنایت احمد گرفتار ہوئے اور حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی۔

مفتی عنایت احمد نے جزیرۂ انڈیمان میں تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا۔ بغیر کسی کتاب کے محض قوتِ حافظہ کی مدد سے مختلف فنون میں رسالے تصنیف کیے۔ انڈیمان میں قیام کے زمانے کی تصنیف کردہ چھے کتابیں معلوم ہو سکیں: ۱۔ وظیفۂ کریمہ ۲۔ خجستہ بہار ۳۔ علم الصیغہ ۴۔ تواریخ حبیب الہٰ ۵۔ احادیث الحبیب المتبرکہ ۶۔ ترجمۂ تقویم البلدان۔ ترجمۂ تقویم البلدان ہی رہائی کا سبب بنا جو کسی انگریز کی فرمائش پر کیا گیا تھا۔ مفتی عنایت احمد ۱۲۷۷ھ میں رہا ہو کر آئے۔

انڈیمان سے آ کر مفتی عنایت احمد نے مستقل قیام کانپور میں رکھا اور مدرسہ فیض عام قائم کیا جو کانپور کی مشہور دینی درس گاہ ہے اور بقول مولانا حبیب الرحمٰن شروانی اسی مدرسے کا فیض بالآخر ندوۃ العلماء کی شکل میں ظاہر ہوا۔

دس سال کے بعد مفتی عنایت احمد حج کے لیے تشریف لے گئے۔ جدّہ کے قریب جہاز پہاڑی سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ مفتی عنایت احمد بحالت نماز احرام باندھے ہوئے غریق و شہید ہوئے۔ یہ واقعہ، شوال ۱۲۷۹ھ کا ہے۔